اسلام کا فلسفہ حج

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔اس بات کی شہادت کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور حج کرنا جس کو اس کی استطاعت ہو۔''

لسان نبوت نے حج کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کے بلند درجہ کا بہت اہتمام اور تاکید کے ساتھ ذکر کیا ہے۔اس لیے کہ اسی سے دل میں طلب وشوق اور ایمان واحتساب کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور جب تک یہ دونوں چیزیں کسی عمل کے ساتھ وابستہ نہ ہوں اور اس کا محرک نہ بنیں، اس عمل کی اللہ کے نزدیک کوئی قیمت نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''حج مبرور کا جنت سے کم کوئی بدلہ نہیں۔'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے اللہ کے لیے حج کیا اور بدکلامی اور بدگوئی اور فسق وفجور سے اپنے کو محفوظ رکھا تو وہ ایسا ہو جائے گا جیسا اس دن تھا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔'' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا :''حج اور عمرہ کے درمیان متابعت کرو، اس لیے کہ یہ دونوں گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے یا چاندی کے میل کو صاف کرتی ہے اور حج مبرور کا بدلہ جنت سے کم کوئی چیز نہیں۔اور جب مومن احرام میں ہوتا ہے تو سورج غروب ہونے کے ساتھ اس کے تمام گناہ بھی زائل ہو جاتے ہیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اتنی بڑی تعداد میں جہنم سے آزاد کرتا ہو جتنا عرفہ کے دن۔'' (مسلم) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ اور اس کے رسول پر ایمان۔'' اس کے بعد عرض کیا گیا اس کے بعد کون سا؟ فرمایا ''اللہ کے راستہ میں جہاد۔'' دریافت کیا گیا اس کے بعد کون سا؟ فرمایا ''حج مبرور۔'' (متفق علیہ)

جہاں تک احرام کا تعلق ہے وہ حاجی میں شعور اور بیداری پیدا کرنے اور غفلت وذہول دور کرنے کے لیے ہے۔وہ اس کے اندر یہ احساس پیدا کرتا ہے کہ وہ کسی بڑی مہم کو سر کرنے کے لیے جا رہا ہے اور سب سے مقدس شاہی دربار میں حاضر ہو رہا ہے۔اس کے علاوہ اس میں مظاہر اور مصنوعی آرائش وزیبائش سے بالکلیہ آزادی ہے۔اس لحاظ سے یہ

احرام حج کے لیے وہ حیثیت رکھتا ہے جو نماز کے لیے تکبیر تحریمہ۔ جو نمازی کو ایک نئی فضا میں پہنچا دیتی ہے اور آزادی سے نکال کر تھوڑی دیر کے لیے قید و پابندی میں ڈال دیتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ بلند آواز کے ساتھ تلبیہ کو کہنے کو مستحب قرار دیا ہے۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ کون سا حج افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (چیخنا چلانا اور پراگندہ حال رہنا) نفس کو بیدار و ہوشیار اور مقاصد حج سے آگاہ رکھنے میں اور اس کو ایمان ومحبت، ذوق وشوق اور اللہ تعالیٰ کے دربار عالی میں جبہ سائی اور ناصیہ فرسائی کے جذبات وکیفیات سے مست وسرشار کرنے میں تلبیہ کا بڑا حصہ ہے۔ اس سے حاجی کے جسم وجان اور اعصاب میں ایمان وروحانیت کا کرنٹ اس طرح طاقت اور تیزی سے دوڑ جاتا ہے جس طرح برقی لہر تاروں میں، وہ اس کو اسلام کے اس رکن عظیم (حج) کے لیے تیار کرتا ہے جس کی طلب واستعداد، احساس وشعور اور اہتمام وتیاری کا موقع اس کو بعض اوقات نہیں ملتا۔ جب وہ ’’**لبیک الھم لبیک، لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمدو النعمۃلک والمک لاشریک لک**‘‘ کی صدا لگاتا ہے تو حج کے بلند مقاصد اور اس کی روح اور اسپرٹ اس کے سامنے پوری رعنائی و دلربائی کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔ صبر وضبط کا دامن اس کے ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے اور محبت وشوق کا ساغر بے ساختہ چھلکنے لگتا ہے۔ توحید کا شعلہ اس کی رگوں میں آتش سیال کی طرح دوڑ جاتا ہے اور اسکے سارے وجود کو بے قرار و سیماب وش بنا دیتا ہے اور وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اور حاملین دعوت کے ساتھ فکری وروحانی طور پر وابستہ ہو جاتا ہے اور ان کی جماعت میں گھل مل جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حج کو دو حرمتیں یا عزتیں اور خصوصیتیں عطا کی ہیں، زمان کی حرمت اور مکان کی حرمت، اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس رکن عظیم کی عظمت وجلال اور اپنی ذمہ داری اور فرض منصبی کا استحضار اور احساس حاجی کے اندر پوری قوت کے ساتھ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اپنی تمام نقل وحرکت اور قیام وسفر میں ذکی الحس، حاضر دماغ اور بیدار و ہوشیار رہتا ہے اور ایک لمحہ کے لیے بھی اس روحانی فضا سے غافل اور بے پروا نہیں ہوتا جو اس کے گردو پیش میں محیط ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

> بیشک مہینوں کا شمار اللہ کے نزدیک بارہ ہی مہینہ ہیں۔ کتاب الٰہی میں (اس روز سے) جس روز کہ اس نے آسمان اور زمین پیدا کیے اور ان میں سے چار (مہینہ) حرمت والے ہیں یہی دین مستقیم ہے سوتم ان (مہینوں) کے باب میں اپنے اوپر ظلم نہ کرو۔‘‘

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

> ’’بیشک زمانہ اپنی اصل شکل پر لوٹ گیا ہے۔ جس دم اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کیے ان میں چار حرمت والے مہینے ہیں، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔‘‘ (مسلم)

جہاں تک مکان کی حرمت کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’(آپ کہہ دیجئے) مجھے تو یہی حکم ملا ہے کہ میں عبادت کروں اس شہر کے مالک (حقیقی) کی جس نے اسے محترم بنایا ہے اور سب چیزیں اسی کی ملکیت ہیں اور مجھے حکم

ملا ہے کہ میں فرمانبردار بنوں۔'' (نمل) ''اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو، لوگ تمہارے پاس پیدل بھی آئیں گے اور دبلی اونٹنیوں پر بھی جو دور دراز راستوں سے پہنچی ہوں گی۔'' (حج) اس میں انسان کو مختلف حالات پیش آتے ہیں۔ مختلف لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ نئے نئے لوگوں کی طویل عرصہ تک صحبت و رفاقت رہتی ہے، طرح طرح کے معاملات سامنے آتے ہیں اور یہ سب چیزیں بہت سے ممنوعات، غلط قسم کی ترغیبات اور ایک دوسرے کے ساتھ کشمکش اور لڑائی جھگڑے کی حد تک پہنچا سکتی ہے۔ حاجی اس سفر میں بہت سی چیزوں سے تنگ دل ہوتا ہے۔ بعض اوقات کسی ناگوار بات سے اس کی طبیعت میں سخت اشتعال پیدا ہوتا ہے اور اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہونے لگتا ہے اور اس کے نتیجہ میں بعض اوقات اس سے ایسی باتیں سرزد ہو جاتی ہیں جن کو وہ اپنے وطن اور اپنے گھر میں بھی برا سمجھتا تھا اور حتی الامکان ان سے بچتا تھا۔ وہ بعض ایسی مصیبتوں اور اخلاق قبیحہ میں گرفتار ہو جاتا ہے جو حج کی روح اور مقاصد کے یکسر منافی ہیں۔ حج میں ان چیزوں کی ممانعت خاص طور پر اسی لیے آئی ہے کہ اس میں اس کا احتمال اور بڑھ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

> ''حج کے (چند) مہینے معلوم ہیں، جو کوئی ان میں اپنے اوپر حج مقرر کرے تو پھر حج میں نہ کوئی فحش بات ہونے پائے اور نہ کوئی بے حکمی اور نہ کوئی جھگڑا اور جو کوئی بھی نیک کام کرو گے، اللہ کو اس کا علم ہو کر رہے گا۔ اور زادراہ لے لیا کرو، اور بہترین زادراہ تقویٰ ہے۔ سوائے اہل فہم! میرا ہی تقویٰ اختیار کیے رہو۔'' (بقرہ)

ان قوانین، احکام اور تعلیمات نے (جن کا تعلق قلب و جوارح، نیت وعمل اور زمان ومکان سے براہ راست ہے) حج کو تقدس وطہارت، تورع و زہد، مراقبہ وحضور، محاسبۂ نفس اور مجاہدہ و جہاد کی ایک ایسی خلعت عطا کی ہے جو دوسرے مذہبوں اور ملتوں کے اس قسم کے اعمال میں ہرگز نہیں ملتی۔ ان کی وجہ سے نفس انسانی، اخلاق عامہ اور نظام زندگی پر جو اثرات پڑتے ہیں، اس کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث قدسی کی تصدیق ہوتی ہے۔ ''جس نے خالص اللہ کے لئے حج کیا اور پھر دورانِ حج نہ بری بات زبان سے نکالی نہ فسق وفجور اختیار کیا تو ایسا ہو کر لوٹا جیسا اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔'' (بخاری ومسلم) حج بیت اللہ کا عالمگیر اجتماع پوری دنیا کے مسلمانوں کو بھائی چارے کی شکل دیتا ہے جس کی بنیاد شرف انسانیت وعقیدۂ توحید پر ہے۔ دوسرا مقصد دین حنیف کے امام وعلمبردار حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تعلق کی تجدید اور ان کی میراث کی حفاظت کا عہد ہے۔ تیسرا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے روحانی فرزندان اور نام لیواؤں کے باہمی ارتباط میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ حج کا عالمگیر سالانہ اجتماع نسلی ولسانی، وطنی وعلاقائی قومیتوں کے خلاف اسلامی قومیت کا مظہر ہے جہاں تمام مسلمان ایک ہی لباس میں ایک ہی طرح اپنے رب کے حضور عرض کرتے ہیں کہ ہم حاضر ہیں۔ حج بیت اللہ کے ذریعے مسلمانان عالم کو یہ موقع ملتا ہے کہ وہ سر جوڑ کر بیٹھیں، اپنے مسلک توحید کی اشاعت وفروغ کے لیے لائحہ عمل تیار کریں کیونکہ اسی میں مسلمانان عالم ہی نہیں تمام دنیا کی بقاء وسلامتی ہے۔ حج صرف ان لوگوں کا ہوگا جو صرف رضائے الٰہی کے لیے جاتے ہیں اور ان کے لیے ارشاد ہے کہ وہ ایسا ہے جیسے آج پیدا ہوا ہے اور اس کی جزا اللہ کے پاس جنت ہے۔